دھوپ ڈھل گی

سعدیہ عابد

مزنیٰ حجلۂ عروسی میں بیٹھی اپنے ہم سفر کی منتظر تھی، باہر قدموں کی چاپ ابھری تھی اور اس کا دل سینے میں مچل اٹھا تھا، ہتھیلیاں گیلی تھیں، دروازہ کھل کر بند ہونے کی آواز نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی تھی، ابہر مضبوط قدم اٹھاتا عین اس کے سامنے بیڈ کے کونے پر ٹکتے ہوئے اسے دیکھنے لگا تھا، مزنیٰ کی پلکیں لرزنے لگی تھیں، ابہر اسے غور سے دیکھ رہا تھا وہ سجی سنوری بے حد حسین لگ رہی تھی اور وہ اس کے حسین چہرے پر نگاہ جمائے شناسائی کا کوئی پل ڈھونڈ رہا تھا اور اس کی مستقل خاموشی مزنیٰ کو پریشان کرنے لگی تھی، اس نے نگاہ اٹھائی تھی اور اس کی پرتشویش نگاہوں سے ٹکرا گئی تھیں، ابہر کے ذہن میں ایکدم ہی بہت کچھ کلک ہوا تھا اور وہ یکدم کھڑا ہو گیا تھا، وہ اس کے عجیب و غریب رویے کو بالکل نہیں سمجھی تھی، وہ بڑی بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا تھا اور وہ چاہ کر بھی اس سے کچھ پوچھ نہیں پا رہی تھی، وہ اسی ادھیڑ بن میں تھی کہ ابہر کا سرد کسی بھی جذبے سے عاری لہجہ کمرے کے سکوت میں ابھرا تھا اور مزنیٰ کی ذات بہا لے گیا تھا۔

"مس مزنیٰ، یہاں سے ایک لمحہ ضائع کیے بنا اٹھو اور میری نگاہ کے سامنے سے کہیں دفع ہو جاؤ، میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتا۔" اس نے غصہ سے شیروانی اتاری تھی اور صوفے پر اچھالتا باتھ روم میں چلا گیا تھا اور وہ ساکت سی بیٹھی رہ گئی تھی، سارے سپنے پلکوں میں آنسو بن کر آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔

"تم اٹھی نہیں یہاں سے، یہ سیج بے شک سجائی تمہارے لئے گئی ہے مگر اسے تمہاری قبر نہ بنا دیا تو میرا بھی نام ابہر صدیقی نہیں۔" وہ واش روم سے نکلا وہ ویسے ہی بیٹھی تھی جیسا چھوڑ گیا تھا اور وہ نفرت سے اس کی طرف بڑھا تھا، بازو سے تھام کر اسے بیڈ سے نیچے دھکیل دیا تھا۔

"اس سیج پر میں نے ایک با کردار شریف لڑکی کا وجود دیکھنا چاہا تھا، مگر افسوس تم ایسی نہیں ہو۔" وہ دھاڑا تھا اور وہ حیران نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جو کچھ گھنٹے قبل اس کے شوہر کی حیثیت سے اس کی زندگی میں آیا اور اب اس کی ذات، اس کی عزت نفس اور اس کے کردار کی دھجیاں بکھیر رہا تھا، وہ بمشکل بھاری لہنگا سنبھالتی کھڑی ہوئی تھی، اس طرح بیڈ سے نیچے دھکیلنے کی وجہ سے کتنی ہی چوڑیاں ٹوٹ گئی تھیں، کہنی اور ماتھے سے خون رسنے لگا تھا۔

"مسٹر ابہر! آپ مجھے جانتے ہی کتنا ہیں جو یوں میرے کردار پر انگلی اٹھا رہے ہیں۔" وہ اپنا دلہناپا بھولے کڑی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کسی کو جاننے کے لئے ایک لمحہ کافی ہوتا ہے اور میری زندگی میں وہ لمحہ ڈیڑھ سال قبل آیا اور آ کر گزر گیا۔" وہ شعلہ بار نگاہوں سے اسے گھورتا ہوا بولا تھا۔

"ڈیڑھ سال قبل۔"

"آپ کو مجھ سے ملے بمشکل دو ماہ ہوئے ہوں گے ڈیڑھ سال پہلے کیسے مجھے اور میرے کردار کو جان لیا۔"

"اور جان ہی گئے تھے تو کیوں شادی کی مجھ سے۔" وہ ششدر سی اس کے سامنے کھڑی پوچھ رہی تھی۔

"مت ماری گئی تھی میری، جو بنا دیکھے، بنا جانے تم سے شادی کی۔"

"مگر اس شادی کو نبھاؤں گا نہیں، کیونکہ میں زندگی کے ہر معاملے میں کمپرومائز کر سکتا ہوں، مگر کردار کے معاملے میں نہیں۔" وہ نفرت سے پھنکارتا بیڈ کے سرہانے جا بیٹھا تھا۔

"مجھے آپ کی باتیں سمجھ نہیں آ رہی۔"

"اور میں تمہیں کچھ سمجھانا بھی نہیں چاہتا، میں تو اس وقت کو کوس رہا ہوں جب دادی ماں نے مجھے شادی کے لئے کہا اور میں نے حامی بھر لی، تمہیں بنا دیکھے، یہاں تک کہ دادی ماں کے بہت کہنے پر بھی تصویر تک نہیں دیکھی اور یا خدا دادی ماں بیمار نہ ہوتیں تو میں تمہیں ابھی اسی وقت طلاق دے کر یہاں سے چلتا کرتا، مگر میری مجبوری یہ ہے کہ جب تک دادی ماں صحت یاب نہ ہو جائیں مجھے تمہیں اپنے گھر اور کمرے میں برداشت کرنے پڑے گا۔" اس کے لہجہ و انداز میں مزنیٰ کے لئے حقارت تھی۔

"آپ یہ سب کیوں کہہ رہے ہیں؟ مجھے میرا قصور تو بتایئے۔" وہ چلتی ہوئی اس کے سامنے آ رکی تھی۔

"کچھ پوچھنا ہے تو اپنے آپ سے پوچھو، لڑکیاں اپنے کردار اور عزت کی آپ رکھوالی ہوتی ہیں اور میں نے خود آج سے ڈیڑھ سال قبل تمہیں بیچ سڑک پہ بے غیرتی کے مظاہرے کرتے دیکھا تھا اور میں......"

"آپ یہ سب کیا کہہ رہے ہیں، جو کہنا ہے صاف کہیں۔" وہ اس کی نفرت اس کی باتیں بالکل نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

"صاف کہو، تم نے میری زندگی میں آ کر میری زندگی بھر کی نیک نامی کو داغدار کر دیا ہے اور چاہتی ہو کہ تم سے صاف بات کروں، میں دادی ماں کی وجہ سے مجبور ہوں ورنہ دھکے مار کر اپنی زندگی سے نکال دیتا۔" وہ دھاڑا تھا اور اس کی برداشت جواب دے گئی تھی۔

"آپ کو نکالنے کی ضرورت نہیں ہے، میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔" وہ دروازے کی طرف بڑھی تھی کہ اس کا بازو ابہر کی آہنی گرفت میں آ گیا تھا۔

"تماشہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تماشہ میں نے نہیں آپ نے بنایا ہے، جب سے کمرے میں آئے ہیں اول فول بکے جا رہے ہیں، میں خاموش ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ جو چاہیں گے وہ مجھے کہیں گے اور میں سنے جاؤں گی، طلاق کی دھمکی بھی مجھے مت دیجئے گا، میں ان لڑکیوں میں سے نہیں ہوں جو شوہر کی بے جا سن کر بھی ان کے قدموں میں پڑی رہتی ہیں، عزت دیں گے تب ہی جواباً مجھ سے......"

"تم کرو گی عزت کی باتیں، کچھ بچ نہیں رہیں تمہارے منہ پر اور میں تمہیں محض طلاق کی دھمکی نہیں دے رہا، دادی ماں جو تمہیں بہت اچھا سمجھے ہوئے ہیں ان کی غلط فہمی دور کر کے اس پر عمل کروں گا۔" جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا تھا۔

"غلط فہمی آپ کی دادی کو نہیں آپ کو ہوئی ہے اور میں جا کر آپ کی دادی کو بتاؤں گی کہ آپ نے کس طرح مجھ پر بے بنیاد الزامات لگائے ہیں، شادی نہیں کرنی تھی تو نہ کرتے یوں میرے کردار پر انگلی اٹھانے کا آپ کو کوئی حق نہیں ہے۔" وہ دکھتے ہوئے بازو کو سہلاتی بری طرح رو رہی تھی۔

"بے بنیاد الزام نہیں لگا رہا، میں نے خود تمہیں آج سے ڈیڑھ سال قبل ایک لڑکے کو کچھ دیتے دیکھا اور جو لڑکی دنیا کی پرواہ کیے بغیر مین سڑکوں پر اپنے عاشق سے ملاقاتیں کرے، ایسی لڑکی کو میں اپنی عزت بنا کر نہیں رکھ سکتا۔" وہ سخت ڈھنگ لہجہ میں کہتا شعلہ بار نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ رونا بھول کر اسے دیکھ رہی تھی، اسے اپنی زندگی کا کبھی کوئی ایسا لمحہ یاد نہیں آیا تھا جب اس نے ایسا کیا ہو، وہ اسکول کالج کے لئے گھر سے نکلی ضرور مگر کبھی کسی لڑکے سے کلام تک نہیں کیا اور وہ نہ جانے کس نادیدہ عاشق کی بات کر رہا تھا۔

"آپ کو ضرور غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"غلط فہمی نہیں ہوئی مجھے، میرے دوست مجھے کہتے ہیں کہ کوئی آواز یا کوئی چہرہ میں صرف ایک بار سن اور دیکھ لوں، تو وہ مجھے یاد رہ جاتا ہے، ایک سال دس سال، بیس سال جتنے سال بعد بھی وہ چہرہ میری نگاہ کے سامنے آئے مجھے پہچاننے

میں صرف چند لمحے ہی لگیں گے، گو کہ آج کا تمہارا روپ اس دن کے روپ سے ٹوٹلی ڈیفرنٹ ہے، مگر چہروں پر نقاب لگا لینے سے یا میک اپ کی دبیز تہہ چڑھا لینے سے اصل چہرہ چھپ نہیں پاتا، چند لمحے لگے مجھے تمہیں پہچاننے میں اور یہ یاد کرنے میں کہ تمہیں کہاں دیکھا تھا اور وہ دن مجھے اپنی جزئیات کے ساتھ یاد آ گیا۔'' وہ اسے اس دن کی تفصیل بتانے لگا تھا اور وہ جیسے بے دم ہو گئی تھی۔

☆☆☆

''میری اس دن بہت اہم میٹنگ تھی، گھر سے میں آفس جانے کے لئے نکلا تھا جب ڈرائیور نے بتایا کہ پیٹرول نہیں ہے، کچھ دیر پیٹرول پمپ پر رکنا پڑے گا، مجھے اس پر غصہ تو بہت آیا مگر خاموش ہونا پڑا، وہاں دو گاڑیاں پہلے سے کھڑی تھیں، اس لئے باری آنے کا انتظار کرنا تھا اور اسی اثناء میں، میں نے نگاہ باہر کے دوڑتے منظر پر لگائی تھی، کچھ سیکنڈز بعد ایک رکشہ وہاں سے گزرا اور ایک موٹر سائیکل سوار نے نہایت عجلت میں موڑ کاٹا، رکشہ اور موٹر سائیکل میں تصادم ہوتے ہوتے رہ گیا، رکشہ ڈرائیور بکتا جھکتا وہاں سے نکل گیا، موٹر سائیکل سوار وہیں کھڑا تھا کہ اسٹاپ پر کھڑی تین چار لڑکیوں میں سے ایک لڑکی آگے بڑھی اور اس بائیک کی رائیٹ سائیڈ پر جا کھڑی ہوئی اور اس نے کچھ کہتے ہوئے ایک رومال اس نوجوان کی طرف بڑھایا جسے اس نے چند ثانیے لڑکی کو دیکھنے کے بعد ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ تھام لیا اور وہ لڑکی واپس اپنی جگہ پر آ کھڑی ہوئی، گاڑی سے میں اب اس لڑکی کے چہرے کے تاثرات نہیں دیکھ سکتا تھا اور وہ نوجوان مستقل اس لڑکی کو دیکھتا رومال کو ہاتھ پر لپیٹنے لگا تھا اور اس پر اپنے لب رکھ گیا تھا، پھر ایک بس وہاں سے گزری اور رکی تو وہ لڑکیاں اس میں سوار ہو گئیں اور وہ نوجوان بھی بجاتا ایک کک مار کر بائیک وہاں سے بھگا لے گیا تھا، اس وقت یہ سب دیکھنے کے بعد مجھے افسوس ہوا تھا، دل میں آیا تھا کہ اس لڑکی کے کس کے تھپڑ لگاؤں، مگر ایسا صرف میں سوچ کر رہ گیا تھا، کیونکہ میرا کوئی حق نہ تھا کہ میں اس لڑکی سے باز پرس کرتا، مگر میں یہ نہیں جانتا تھا اس لمحہ جس لڑکی سے، اس کی پرورش سے نفرت سی محسوس ہوئی تھی، وہی لڑکی میری بیوی بنے گی اور یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔'' وہ بڑے غور سے اسے سن رہی تھی تا کہ اس کی گفتگو میں اپنا جرم تلاش سکے اور جو سب اس نے کہا وہ سب اسے بھی یاد آ گیا تھا اس کی ہر ایک بات سچ تھی، وہ لڑکی وہی تھی مگر جو وہ سوچ رہا تھا ویسا کچھ نہیں تھا اور یہی وہ بتانا چاہتی تھی۔

''ابہر آپ کو غلط فہمی......''

''کیا تم جھٹلا سکتی ہو کہ تم وہ لڑکی نہیں تھیں تم نے کبھی کسی کو رومال نہیں دیا ہے؟'' وہ اسے چیلنجنگ انداز میں دیکھ رہا تھا۔

''میں آپ کی کسی بات کو جھٹلاؤں گی نہیں مگر جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے میں اس لڑکے کو جانتی تک نہیں تھی۔'' صفائی دینا چاہی تھی۔

''پھر مسکراہٹوں کے تبادلے کیوں ہوئے کیوں اسے تم نے رومال دیا؟'' بری طرح چیختے ہوئے سوال داغا تھا۔

''میں نے اسے رومال دیا ضرور تھا لیکن اس لئے کہ اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا میرا یقین کریں ابہر، میں اسے جانتی نہیں تھی۔''

''جھوٹ، بکواس، تمہارے جھوٹ مجھ پر اثر انداز نہیں ہوں گے اور میں اس کے لئے تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا، اس گھر سے تمہیں ایک نہ ایک دن جانا ہے، دادی ماں کی صحت یابی کے بعد یا چاہو تو آج ہی چلی جاؤ میں تمہیں روکوں گا نہیں، مگر میری دادی'' انہیں کچھ ہوگا تو اس کے لئے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔'' انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔

''ابہر! میری بات صرف ایک دفعہ سن لیں۔''

''مجھے کچھ نہیں سننا ہے، رات بہت ہو گئی ہے، میں اب سوؤں گا، بہتر ہو گا کہ تم مجھے ڈسٹرب نہ کرو، ایک ہی بات کی گردان کرو گی تو میں نتائج کی پرواہ کیے بغیر ہاتھ پکڑ کر تمہیں اپنے کمرے سے نکال دوں گا۔'' وہ کچھ کہنا چاہتی تھی اپنی صفائی میں، مگر اس کے کڑے تیور دیکھ کر اس نے لب بھینچ لئے تھے، کجا کہ وہ اپنی کہی بات پر عمل ہی نہ کر بیٹھے اور ایسا وہ کر بیٹھتا تو اس کے ماں باپ تو جیتے جی ہی مر جاتے۔

اس کا تعلق سفید پوش گھرانے سے تھا اس کے فادر مقامی کالج میں لیکچرار ہیں، ماں گھریلو عورت، وہ تین بہنیں ہیں بھائی کوئی نہیں ہے، ایک بہن شادی ہے اس کا دوسرا نمبر ہے مزرئی نے گریجویشن کیا ہے اور مزرئی انٹر کی اسٹوڈنٹ ہے۔

☆☆☆

ابہر اپنے پیرنٹس کا اکلوتا بیٹا اور اس کے پیرنٹس بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے ابہر کی پرورش ابہر کے دادا دادی نے کی تھی، ابہر کے دادا کا اپنا لیدر کا بزنس جو اس نے دادا کی فوتگی کے بعد اکیلے ہی سنبھال لیا تھا، ابہر کی دادی نزہت جبین شادی کر دینا چاہتی تھیں اس کے لئے انہوں نے اپنی ایک کالج فرینڈ کی پوتی کو پسند کیا تھا جبکہ ان کی فرینڈ ان کی نسبت غریب ہے اور وہ خود اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں مگر انہوں نے پیسہ کو کبھی اہمیت نہیں دی تھی، جب فرصت ملتی دوست سے ملنے چلی جاتی تھیں اور وہیں وہ مزرئی کے حسن اور اس کے رکھ رکھاؤ سلیقے سے اتنا انسپائر ہوئیں کہ اکلوتے پوتے کی بیوی بنا کر اپنے عالیشان محل میں لے آئی تھیں، شادی سے قبل انہوں نے پوتے کی مرضی پوچھی تھی مگر اس نے سارے اختیار دادی کو سونپ دیئے تھے، مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ہونے والی بیوی کو نہ دیکھنا اس کے حق میں بہت برا ثابت ہو گا، اس نے پوری زندگی صاف ستھرے انداز میں گزاری تھی اس لئے اس نے صرف ایک اچھی باکردار اور باسیرت لڑکی کے ساتھ کی تمنا کی تھی جو آج خاک میں مل گئی تھی، نزہت جبین اگر ہارٹ پیشنٹ نہ ہوتیں تو وہ مزرئی کو پل کے پل میں فارغ کر دیتا، کوئی بھی صدمہ ان کی جان لے سکتا تھا اور یہ وہ کہاں برداشت کر سکتا تھا اس لئے اس نے دل و دماغ کی ایک نہ مانتے ہوئے مزرئی کو گھر سے نہیں نکالا تھا ورنہ دادی کا خیال نہ ہوتا تو وہ اسی وقت اس سے ہر ایک تعلق ختم کر ڈالتا۔

مزرئی سفید پوش گھرانے کی بیٹی جہاں کردار اور عزت ہی سب کچھ ہوتا ہے اور اس نے بھی ساری عمر خود کو بڑا سینت سینت کر رکھا، اپنی اور والدین کی عزت اور کردار کی حفاظت نازک آبگینوں سے بڑھ کر کی مگر دوران تعلیم ہمدردی میں کیا گیا ایک اقدام اس کی عمر بھر کی محنت اور ریاضت کو مٹی میں رول گیا تھا، وہ بڑی امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی مگر وہ بے رخی کی انتہا کرتا اس کی کچھ بھی سنے بغیر صرف اپنی سنا تا بیڈ پر دراز ہو گیا تھا اور وہ شادی کی پہلی رات پیار محبت کی امید لگائے بیٹھی تھی اپنے کردار پر الزام لے کر دکھی تھی مگر صفائی میں ایک لفظ نہ کہہ سکی تھی، بنت حوا، ابن آدم کے سامنے کبھی کچھ کہہ ہی کب پائی ہے، ابن آدم نے الزامات لگائے تھے اور صفائی سے بغیر منہ پھیر لیا تھا۔

☆☆☆

''السلام وعلیکم! دادی ماں۔'' ابہر کو سوتا

چھوڑ وہ فریش ہو کر کمرے سے نکل آئی تھی، نزہت جبیں نے اس کے جھکے سر پر دست شفقت رکھا تھا اور اس کی پیشانی چوم لی تھی۔

"ابہر اٹھا نہیں ابھی۔" ان کے پوچھنے پر وہ نفی میں سر ہلا گئی تھی اور انہوں نے آواز دے کر گھر کی ملازمہ کو بلایا تھا۔

"مزنی بیٹی! یہ ناظمہ ہے، اس کی عزت ایک ماں کی طرح ہی کرنا ہے، کیونکہ کہنے کو بھلے یہ اس گھر کی ملازمہ ہے، مگر ہماری نگاہ میں یہ گھر کے فرد کی حیثیت رکھتی ہے اور اس گھر کی بہو ہونے کے ناطے تم پر یہ لاگو ہوتا ہے کہ تم گھر کے ہر فرد کو اپنا سمجھو اور ان کی عزت کرو۔" وائٹ بریزے چکن کے سوٹ میں وہ نفاست کا اعلیٰ شاہکار لگ رہی تھیں اور اپنائیت و سادگی لہجے سے عیاں تھی اور مزنی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

"ناظمہ! ایسا کرو، الماری سے وہ باکس نکال لاؤ جو میں نے رکھوایا تھا۔" تھوڑی ہی دیر میں ناظمہ درمیانے سائز کا ایک ڈبہ نکال لائی تھی جس میں ان کے خاندانی زیورات تھے جو انہوں نے مزنی کے حوالے کر دیئے تھے جبکہ وہ لینے میں تامل کا شکار تھی، کیونکہ رات ہی کو اس کے شوہر نے اسے اس کی اوقات بتا دی تھی اور جب شوہر اسے گھر میں رکھنا نہیں چاہتا تھا تو دادی ساس سے ملنے والا پیار ان کے خاندان زیورات گھر کی چابی سب ہی کچھ اس کے لئے بے معنی تھا۔

"یہ سارے زیورات مجھے میری ساس نے دیئے جو میں نے تمہاری ساس کو دے دیئے تھے آج وہ زندہ ہوتی تو یہ سارے زیورات خود تمہارے حوالے کرتی۔" وہ بہو کو یاد کر کے افسردہ ہو گئی تھیں، وہ ہچکچاہٹ کا شکار تھی جبھی دروازے پر ہلکے سے دستک دیتا ابہر وہیں چلا آیا تھا، اسے دادی کے پاس بیٹھے دیکھ کر اس کے ابرو چڑھ گئے تھے مگر کیا کچھ نہیں تھا جھک کر دادی کا پیار لیتا سیدھا ہو گیا تھا۔

"ناظمہ بی ناشتہ کب تک ملے گا، مجھے آفس سے دیر ہو رہی ہے؟"

"ارے بچے، باؤلے ہوئے ہو، کل شادی ہوئی ہے اور آج آفس جانے کی بات کر رہے ہو، ایک ہفتہ تک آفس کا نام بھی مت لینا۔" نزہت جبیں نے پوتے کو گھر کا تھا وہ کچھ کہنا چاہتا تھا مگر انہوں نے اسے موقع دیئے بغیر ہاتھ کے اشارے سے پاس آنے کو کہا تھا اور سیدھے ہوتے ہوئے اپنی دائیں طرف اس کے لئے جگہ بنائی تھی۔

"یہ سارے زیورات میرے اور تمہاری ماں کے ہیں جو میں نے اپنی بہو تمہاری بیوی کے حوالے کر دیئے ہیں اور گھر کی چابیاں بھی۔"

"دادی ماں، اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔"

"ارے بیٹا تمہیں کیا معلوم کہ کس چیز کی ضرورت ہے اور کس کی نہیں، ہمارے ہاں ایسا ہی ہوتا ہے، شادی کی پہلی صبح ہی نئی دلہن کو اس کے اختیارات سونپ دیئے جاتے ہیں، تاکہ نئی دلہن پہلے ہی دن اپنی ذمہ داری سمجھ لے اور اسے نبھائے۔" ان کا دوٹوک لہجہ ابہر کو کچھ بھی کہنے سے روک گیا تھا۔

"جیسے آپ کی مرضی دادی ماں، مگر مجھے ناشتہ ملے گا یا نہیں۔"

"ناظمہ جا کر ناشتہ لگاؤ، ہم لوگ آ رہے ہیں۔" ناظمہ ان کے کمرے سے نکل گئی تھی۔

"ناشتہ کے بعد دلہن کو اس کے میکے لے جانا، رات ولیمہ کی تقریب ہے اس لئے دونوں ساتھ ہی واپس آ جانا۔" وہ اٹھتے ہوئے بولی تھیں۔

"دادی ماں، میں آفس جاتے ہوئے مزنی کو ان کے گھر چھوڑ دوں گا۔"

"فضول بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کہا نہ تم آفس آج ہی نہیں بلکہ کم از کم ایک ہفتہ تک نام بھی نہیں لو گے۔" چپل پیر میں پہنتے ہوئے اسے گھورا تھا۔

"دلہن یہ سارے زیورات اپنے کمرے میں حفاظت سے رکھ کر ڈائننگ ہال میں آ جاؤ، ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔" وہ کسی کو بھی جواباً کچھ کہنے کا موقع دیئے بغیر کمرے سے نکل آئی تھیں اور وہ اسے گھورتا دادی کے پیچھے چل پڑا تھا۔

☆☆☆

"دادی ماں سے میں بہت محبت کرتا ہوں اور ان کی وجہ سے میں خاموش ہوں، مگر یہ خاموشی ساری زندگی پر محیط نہیں ہو گی، دادی ماں چاہے کتنے ہی اختیارات تمہیں کیوں نہ سونپ دیں مگر مجھ سے ایسی کوئی امید مت رکھنا، دادی ماں کی وجہ سے تمہیں یہاں لے آیا ہوں مگر پہلی اور آخری دفعہ اور ہاں یہاں زیادہ دیر مت بیٹھنا، دادی ماں کی وجہ سے آ تو گیا ہوں مگر آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں بیٹھوں گا۔" مہارت سے ڈرائیو کرتا اسے اس کی اوقات بتا رہا تھا کہ اگر اس کی دادی نے اسے اختیارات دے دیئے تھے تو اسے اس سے فرق نہیں تھا کیونکہ یہ اختیارات عارضی ثابت ہونے تھے وہ موقع دیکھتے ہی دادی سے بات کرنے والا تھا، مزنی نے پلٹ کر ایک لفظ نہیں کہا تھا، گاڑی سبک رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی، وہ اپنی دادی کو لے کر اکثر یہاں آتا رہا تھا مگر وہ کبھی ان کے ساتھ گھر میں نہیں گیا تھا دو ماہ قبل مزنی سے شادی کی بات ہوئی اس کے بعد بھی نہیں۔

مزنی کو دیکھ وہ سب کھل سے گئے تھے اور داماد کو دیکھ انہیں سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ بادشاہوں سی آن بان والے اپنی خوبرو دولت مند داماد کو کہاں بٹھائیں، وہ رحمت علی کی گھبراہٹ بھانپتا، صحن میں رکھی چارپائی پر بیٹھ گیا تھا۔

"بیٹا اندر ڈرائنگ روم......"

"انکل یہی ٹھیک ہے، یہاں سب موجود ہیں اب میں وہاں اکیلا بیٹھا کیا کروں گا۔" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا اور مزنی جو کافی ڈری ہوئی تھی کہ وہ اس کے گھر والوں کے ساتھ نہ جانے کیسے پیش آئے گا، اس کے عام سادہ لہجے پر مطمئن ہو گئی تھی۔

"مزنی جاؤ بیٹا بھائی کے لئے ناشتہ......"

"دادی اماں ہم لوگ ناشتہ کر کے آئے ہیں۔" مزنی جلدی سے بولی تھی، مزنی پلٹ آئی تھی۔

"ناشتہ کر کے آئے ہو تو کیا ہوا پہلی دفعہ داماد گھر آیا ہے کچھ تو کھا پی کر ہی جائے گا۔" نادرہ نے مداخلت کی تھی۔

"آنٹی! تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔"

"تکلف کی بات نہیں ہے بیٹا، مہمان داری۔"

"ٹھیک ہے، مزنی ایک اسٹرانگ سی چائے بنا لائیں، چینی کم ڈالیے گا۔" وہ خلوص سے کہتا انہیں مشکل سے نکال گیا تھا اور یہ اس کی اپنائیت ہی تھی کہ رحمت علی پورے اعتماد سے اس کے ساتھ بیٹھے اس سے باتیں کر رہے تھے اور یہ ابہر کی اچھی پرورش تھی، اس کے باپ دادا نے کبھی امیر غریب میں فرق روا نہیں رکھا تھا اس لئے اس میں نخرہ بالکل نہیں تھا، ابہر ان سے محو گفتگو تھا اور وہ بہن کے ساتھ کمرے میں چلی گئی تھی، کچھ ہی دیر میں معینہ بھی وہیں آ گئی تھیں۔

"دادی اماں دیکھیں تو سہی، دادی ماں نے مزنی آپی کو کتنا خوبصورت نیکلس دیا ہے یہ تو بہت مہنگا ہو گا۔" مزنی کے لہجے میں ستائش تھی،

نزہت جبیں اکثر ان کے ہاں آجاتی تھیں اس لئے وہ بہنیں انہیں دادی ماں ہی کہتی تھیں۔

''بیٹا یہ زیورات دھن دولت کوئی معنی نہیں رکھتی، تمہیں اس گھر میں پیار اور اپنے طریقے سلیقے سے جگہ بنانی ہے، ان کے بھروسہ کی لاج رکھنی ہے، وہ جس اعتماد اور بھروسہ پر تمہیں اپنی بہو بنا کر لے گئی ہیں، تمہیں اسے سچ ثابت کرنا ہے ایسا نہ ہو کہ انہیں کبھی اپنے فیصلہ پر پچھتاوا ہو، اب وہی تمہارا گھر ہے اور شوہر و دادی کی عزت کرنا ان کے فیصلوں کی لاج رکھنا تمہارا فرض اولین ہونا چاہیے اور ایک بات بیٹا سسرال کی بات کبھی یہاں آکر مت کہنا، وہ لڑکیاں جو سسرال کی باتیں میکے میں آکر کرتیں ہیں وہ کبھی گھر نہیں بسا پاتیں اور تم نے اپنا گھر بسانا ہے، اپنے ماں باپ کی پرورش کی لاج رکھنی ہے۔'' معینہ نے پوتی کو سمجھاتے ہوئے دست شفقت اس کے سر پر رکھا تھا اور اس نے اپنے آنسو صاف کر لئے تھے۔

☆☆☆

''ناظمہ بی، میرے کمرے کی صفائی آپ نے کی ہے، میں نے آپ سے کتنی دفعہ کہا ہے صفائی بے شک کریں مگر جو چیز جہاں سے اٹھائیں ٹھیک وہی رکھ دیں، میری اب ایک فائل نہیں مل رہی کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔'' وہ سیڑھیوں پر کھڑا کہہ رہا تھا۔

''چھوٹے صاحب، کمرے کی صفائی میں نے نہیں چھوٹی بی بی نے کی ہے۔'' ناظمہ اس کے چپ ہوتے ہی بولی تھی، مزنیٰ رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی اس کی آواز سن جلدی سے ایپرن اتار کر صلیب پر ڈالتی کچن سے نکلی تھی اور وہ اسے گھورتا سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔

''ناظمہ بی! آپ کچن میں چلی جائیں میں انہیں فائل دے کر آتی ہوں۔'' وہ ڈرتے ڈرتے سیڑھیاں چڑھنے لگی تھی، وہ سب کے سامنے اس کے ساتھ جتنا اچھا بنا ہوا تھا اکیلے میں اتنا ہی برا بن جاتا تھا۔

''آئندہ میری کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا، تم جتنی چاہے اس گھر میں بسنے کی کوشش کیوں نہ کر لو مگر میں تمہیں بسانے والا نہیں ہوں، آج نہیں تو کل تمہیں اس گھر سے جانا ہے، اس حقیقت کو بھلا کر نہیں یاد رکھ کر زندہ رہو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔'' وہ چبا چبا کر کہتا اس کے ہاتھ سے فائل لے کر رائٹنگ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا تھا۔

''آپ ایک دفعہ ہی اپنے ترکش کے سارے تیر میرے وجود میں کیوں نہیں اتار دیتے۔'' وہ بے بسی سے بولی تھی۔

''دادی ماں کا خیال نہ ہوتا تو ایسا ہی کرتا پہلی شب تمہیں یہاں سے چلتا کرتا یوں اتنے ماہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی جھیلتا نہیں رہتا۔'' حقارت سے کہتا فائل کھولنے لگا تھا۔

''مت کریں کسی کا خیال جو صدمہ دادی ماں جو آج ہو گا وہی شدت کل بھی ہو گی، اس لئے آج ہی مجھے چلتا کریں۔'' وہ اتنے ماہ سے خاموشی سے برداشت کر رہی تھی مگر غلطی نہ کر کے جو سزا اسے مل رہی تھی وہ اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی، وہ گناہگار ہوتی تو شاید اس طرح کا مس بی ہیویئر فیل نہ کرتی جتنا اب فیل ہو رہا تھا۔

''اب تم مجھے بتاؤ گی کہ مجھے کسی کا خیال کرنا چاہیے اور کس کا نہیں، اپنی اوقات مت بھولو۔'' وہ فائل پٹختا کھڑے ہوتے ہوئے دھاڑا تھا اور وہ بری طرح سہم گئی اس کے ماں باپ غریب ضرور تھے مگر پڑھے لکھے باشعور تھے، گھر کا ماحول نہایت نفیس اور ادب آداب والا تھا، اسے نہیں یاد تھا کہ اس کے باپ نے کبھی اس کی ماں سے اتنے برے انداز میں بات کی ہو یا کبھی ان بہنوں کو ہی جھڑکا ہو، وہ اس طرح کے لہجوں سے ناواقف تھی۔

''ایک شریف باکردار لڑکی کا ساتھ چاہا تھا اور ملا ایک ایسی لڑکی کا ساتھ جو کالج کے نام پر عشق و عاشقی کے کھیل کھیلنے جاتی تھی، سڑکوں پر کھڑے تحفہ دیا کرتی تھی۔''

''میں ایسی لڑکی نہیں ہوں، میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔''

''کیوں خود تو تم نے اعتراف کیا تھا کہ تم نے اس لڑکے کو رومال دیا تھا۔'' ابرو چڑھا کر اس کی کہی بات یاد دلانا چاہی تھی۔

''میں کب منع کر رہی ہوں مگر میں تو اسے جانتی تک نہیں تھی۔''

''نہیں جانتی تھیں تو اس کے پاس جا کر کیا کہہ رہی تھیں؟ کیوں اسے رومال پیش کیا تھا؟ مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتیں اور میں روز روز یہ ڈرامے برداشت بھی نہیں کروں گا میں ابھی جا کر دادی ماں کو تمہارا اصل روپ دکھاتا ہوں۔'' وہ اس کی کلائی تھامے بہت غصہ میں تقریباً گھسیٹتا ہوا دادی کے کمرے میں لایا تھا، نزہت جبیں کمرے میں نہیں تھیں، البتہ واش روم سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔

''آپ کیوں نہیں سمجھتے کہ میں نے......''

اندر آتی ناظمہ کو دیکھ وہ چپ کر گئی تھی اور بڑی سرعت سے آنسو پونچھ ڈالے تھے۔

''بیگم صاحبہ نے چائے منگوائی تھی۔'' وہ ان دونوں کو وہاں دیکھ کچھ جھجک گئی تھی کیونکہ نزہت جبیں کے کمرے میں وہ بے دھڑک آ جاتی تھیں، ابہر ایک نفرت بھری نگاہ اس پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا وہ بھی ان کے آنے سے پہلے جانا چاہ رہی تھی کہ وہ باہر نکلتے ہوئے اسے دیکھ آواز دے گئی تھیں۔

''آجاؤ بیٹا، کہاں جا رہی ہو۔'' وہ مرے مرے قدموں سے ان تک چلی آئی تھی اور ناظمہ کھانا تیار ہو جانے کا کہتی وہاں سے نکل گئی تھی۔

''تمہیں کیا ہوا ہے، ابہر سے لڑائی ہوئی ہے۔'' وہ اس کی سرخ ناک اور متورم آنکھیں دیکھ پوچھ رہی تھیں۔

''نہیں دادی اماں ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔'' وہ بری طرح گڑبڑا گئی تھی اسی سوالاً جواباً سے بچنے کے لئے ہی تو وہ وہاں سے بھاگنا چاہ رہی تھی۔

''کیسے کوئی بات نہیں ہے تمہارا چہرہ اور آنکھیں کچھ ہونے کی داستان بیان کر رہے ہیں، صاف صاف بات بتاؤ۔'' وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے خود بھی بیٹھ گئی تھیں۔

''دادی اماں میں سچ کہہ رہی ہوں، ابہر سے میں نے کوئی جھگڑا نہیں کیا ہے، بس گھر والے یاد آ رہے تھے اس لئے رونا آ گیا تھا۔'' وہ نظریں جھکائے بولی تھی اور وہ اس کے چہرے کو گہری نگاہوں سے جانچنے لگی تھیں۔

''گھر والے یاد آ رہے ہیں تو رونے کی کوئی بات نہیں ہے ابھی ابہر کو بلا کر کہتی ہوں وہ تمہیں میکے چھوڑ آئے گا، مگر میں وہ بات جاننا چاہتی ہوں جو تم مجھ سے چھپا رہی ہو، جھوٹ نہیں سنوں گی۔'' اسے کچھ بولنے کو پر تولتے دیکھ کر وارننگ دی تھی اور اسے بھی تو ایک سہارے کی ضرورت تھی وہ ان کے کندھے سے آ لگی تھی اور وہ حیران پریشان اسے بلکتا دیکھ رہی تھیں۔

''میں نے کچھ نہیں کیا ہے دادی ماں، میں ایسی لڑکی نہیں ہوں، میں تو ایسا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔'' وہ اس کے مبہم الفاظ بالکل نہیں سمجھتی تھی۔

''اب صاف صاف بات بتاؤ۔'' اور وہ انہیں ساری تفصیل بتانے لگی تھی۔

''دادی ماں جیسا ابہر سمجھتے ہیں ویسا کچھ نہیں ہے، اس موٹر سائیکل سوار کے ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا، وہ بار بار اپنا ہاتھ جھٹک رہا تھا، اس کے پاس ٹشو پیپر یا رومال نہیں تھا شاید، اسی لئے میں نے سوچا کہ میں اپنا رومال اسے دے دوں تاکہ تیزی سے بہتے خون پر وہ کپڑا لپیٹ لے گا تو خون رک جائے گا، اسی لئے میں اس تک گئی تھی، میں اسے جانتی نہیں تھی اور نہ ہی اسے میں نے کچھ کہا تھا سوائے اس کے کہ ''آپ کے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے اسے باندھ لیں'' اس کے علاوہ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا میں نے تو یہ تک دیکھا بھی نہیں تھا کہ اس نے میرے دیئے رومال کا کیا کیا، میں نے جو کیا انسانی ہمدردی کے ناطے کیا، ابہر سمجھتے ہیں کہ میں اس شخص کے ساتھ انوالو تھی، ایسا نہیں ہے دادی ماں، میں گھر سے کالج کے لئے نکلی تھی، کبھی کسی لڑکے سے بات نہیں کی، میرے پیرنٹس کی پرورش ایسی نہیں تھی اور نہ ہی میں غلط لڑکی تھی اور نہ ہی لوز کریکٹر جو اس طرح کی چیپ حرکتیں کرتی، اگر اس لڑکے نے میرے دیئے رومال کو غلط انداز سے لیا تو یہ اس کی غلطی تھی، میں نے اسے رومال اس لئے نہیں دیا تھا کہ وہ کوئی نوجوان تھا، وہاں کوئی عورت یا بوڑھا شخص بھی ہوتا تو میں یہی کرتی، ابہر کے بتانے پر مجھے پتہ چلا کہ اس نے رومال کے ساتھ کیا کیا تھا، میں نے خود تو دیکھا بھی نہیں تھا، ابہر مجھ سے نفرت کا اظہار کر رہے ہیں مجھے لوز کریکٹر سمجھ رہے ہیں مگر میں نے کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا دادی ماں جو میری اور میرے والدین کی عزت و غیرت پر سوال اٹھائے اور یہ بات میں نے اسی دن گھر جا کر دادی اماں کو بتا دی تھی، میرے دل میں چور ہوتا تو میں کیوں ان سے ذکر کرتی۔'' وہ بری طرح رو رہی تھی۔

''معینہ نے تم سے وہ سب سن کر کچھ کہا تھا۔''

''دادی اماں نے کہا تھا کہ مجھے اسے رومال نہیں دینا چاہیے تھا، کیونکہ لوگ ہماری نیت بھی نہیں دیکھتے اسی لئے تو لوگ کسی کی مدد کرنے سے ڈرتے ہیں، سڑک پر کوئی بے ہوش پڑا ہو تو اسے یونہی چھوڑ کر یہ سوچتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ مصیبت ان کے گلے نہ پڑ جائے اور لڑکی کسی مصیبت زدہ لڑکے کی مدد کر دے تو اس کا اسکینڈل بن جاتا ہے، مجھے دادی اماں کی بات سمجھ آ گئی تھی اور میں بھی لوگوں کی طرح بے حسی سے آگے گزر جاتی تھی، لیکن یہ نہیں جانتی تھی ایک نیکی جو کبھی کی تھی وہ بھی گلے پڑنے والی ہے۔''

''تم روؤ نہیں بیٹا جو بات آج تم نے مجھے بتائی ہے یہ میں پہلے سے جانتی ہوں، معینہ نے تمہاری اس بات کا ذکر کیا تھا مجھ سے میں نے مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ میرے پوتے نے نہ صرف یہ دیکھا تھا بلکہ وہ اس کو غلط انداز میں لے رہا ہے، تم لیکن فکر نہ کرو، میں اس سے بات کروں گی، تم نے یہ سب مجھے پہلے بتا دیا ہوتا تو یہ قصہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا، مگر بگڑا تو اب بھی کچھ نہیں ہے، میں ابہر کو سمجھا لوں گی، تم جاؤ جا کر فریش ہو، پھر کھانا کھاتے ہیں۔'' انہوں نے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔

''دادی ماں آپ تو میرے بارے میں کچھ ایسا ویسا نہیں سوچ رہیں۔''

''بچپن سے جانتی ہوں تمہیں اور کچھ سوچ سمجھ کر ہی تمہیں اپنے اکلوتے پوتے کی بیوی بنایا ہے، مجھے تم پر پورا اعتماد ہے اور دیکھنا جب ابہر کی غلط فہمی دور ہو گی تو وہ نہ صرف تم سے سوری کرے گا بلکہ تم سے محبت بھی کرے گا اور تم پر اعتماد بھی کرے گا، میرا پوتا بہت اچھا ہے، اب تک جو اس

نے تمہارے ساتھ کیا، وہ آئندہ نہیں کرے گا۔'' نزہت جبیں نے قدرے شرارت سے کہتے ہوئے اسے نئے خواب دکھائے تھے۔

☆☆☆

''دادی ماں آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں سوئی کیوں نہیں؟'' وہ صبح وقت کا نکلا رات کے ساڑھے گیارہ بجے گھر میں داخل ہوا تھا اور وہ اسے لاؤنج میں بیٹھی مل گئی تھیں۔

''تمہارا انتظار کر رہی تھی، تم کہاں تھے اب تک۔'' ان کا سادہ لہجہ اسے شرمسار کر گیا تھا اس طرح کی کبھی حرکت کی بھی تو نہیں تھی۔

''سوری دادی ماں وہ ایک پرانا دوست مل گیا تھا باتوں میں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔'' انہیں مطمئن کرنے کو جھوٹ کا سہارا لیا تھا، وگرنہ وہ تو بے مقصد سڑکوں پہ گاڑی دوڑاتا رہا تھا۔

''ایک فون تو کم از کم کر ہی سکتے تھے، تم اتنے غیر ذمہ دار تو نہ تھے ابہر، تمہارے لئے اب تک جاگ رہی ہوں، عجیب خیالات آ رہے تھے، تم میری واحد پونجی ہو۔'' وہ نہایت دلگرفتگی سے بول رہی تھیں، وہ ان کے ہاتھ تھام گیا تھا۔

''آپ کو پریشان کیا اس کی معافی چاہتا ہوں، یہ بتائیے کھانا کھا لیا آپ نے؟'' ان کا ذہن بٹانا چاہا تھا۔

''ہاں کھا چکی ہوں، مگر آج جو حرکت کی آئندہ کی تو بہت بری پیش آؤں گی بوڑھی دادی کا خیال نہیں تھا بندہ بیوی کا ہی کچھ خیال کر لیتا ہے، وہ بچی بھی کب سے پریشان ہو رہی ہے، ناظمہ سے کہتی ہوں تم دونوں کے لئے کھانا لگائے۔'' وہ ناظمہ کو بلاتیں اس سے قبل ہی وہ بولا تھا۔

''میں کھانا کھا چکا ہوں، اب آرام کروں گا۔'' وہ جھوٹ کہتا کھڑا ہو گیا تھا۔

''مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں نے تمہاری شادی کر کے کچھ غلط کیا ہے، تمہارے پاس اپنی بیوی کے لئے وقت نہیں ہے، تم اسے ابھی تک کہیں گھمانے نہیں لے گئے، کیا تمہیں مزنیٰ سے کوئی شکایت ہے یا میری پسند کردہ لڑکی تمہیں پسند نہیں آئی؟'' انہوں نے اس سے بات کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے عام سے انداز میں بات چھیڑی تھی۔

''مزنیٰ نے آپ سے کچھ کہا ہے؟'' اس کے ماتھے پر پڑنے والے بل وہ صاف دیکھ سکتی تھیں۔

''اس نے کچھ نہیں کہا، ہم خود اپنی آنکھیں کھلی رکھتے ہیں، اسے میکے نہ لے جانا، کہیں جانے کے نام سے بھی چڑنا، اپنی بیوی سے ایک دم فارمل ہو کر بات کرنا، کسی قسم کی نوک جھونک ہنسی مذاق بے تکلفی کچھ بھی تو نہیں دیکھا اور جو نہیں دیکھنا چاہیے وہ دیکھ رہے ہیں۔'' وہ باتیں جو وہ محسوس کر رہی تھیں مگر مصلحتاً خاموش تھیں، ایک ایک کر کے وہ سب کہہ دیا تھا۔

''دادی ماں آپ مجھے جانتی نہیں ہے کیا جو اس طرح کہہ رہی ہیں، میری نیچر میں یہ سنجیدگی اور ٹھہراؤ ہے۔''

''جانتے ہیں، مگر سنجیدگی اور لاتعلقی میں واضح فرق ہوتا ہے مزنیٰ کی کسی بات سے ہرٹ ہوئے ہو تو کہو، ہم نے تمہارے لئے بہترین ساتھی کا انتخاب کیا ہے اور ہمیں اپنے انتخاب پر پورا بھروسہ ہے، کوئی غلط فہمی ہے تو اسے دور کرو، کیونکہ جانتی ہوں کہ میرے انتخاب میں کوئی کھوٹ ہو ہی نہیں سکتا۔'' وہ جو دادی سے صاف بات کرنے کا سوچ رہا تھا ان کا فخریہ لہجہ دیکھ کر ارادہ بدل گیا تھا، کیونکہ وہ اپنی دادی کو دکھی نہیں دیکھ سکتا تھا اور انہوں نے بھی صاف بات اس لئے نہیں کی تھی کیونکہ چاہتی تھیں کہ وہ اصل بات خود اپنے منہ سے کہے وہ کہتیں تو شاید وہ اس کو

غلط انداز سے لیتا۔

”دادی ماں میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔“

”ابہر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم اپنی دادی سے کچھ چھپا رہے ہو۔“ وہ نہایت پر شفقت لہجے میں کہتیں اس کا بازو تھام کر دوسرے ہاتھ کو پیار سے اس کے دائیں رخسار پر رکھا تھا۔

”نہیں دادی ماں میں کیوں کچھ آپ سے چھپاؤں گا، آپ تو میری بیسٹ فرینڈ ہیں اور دوستوں سے کوئی کب کچھ چھپاتا ہے۔“ یہ سب کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھوٹ بولنے کی شرمندگی اور دل کی بات ان سے نہ کہہ پانے کی اداسی در آئی تھی جوان سے ہرگز چھپی نہ رہی تھی۔

”حزرئی تمہارے ساتھ اچھی تو ہے، آئی مین، وہ ایک اچھی بیوی ہے یا نہیں؟ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میری پرورش غلط نہیں ہو سکتی، میرا پوتا ہر روپ ہر رشتہ میں کھرا اترا ہے اور ایک شوہر کے روپ میں بہترین ثابت ہوا گا اس کے ساتھ پر اس کی بیوی کو فخر ہوگا۔“

”پلیز دادی ماں چپ ہو جائیں، آپ کا پوتا اس رشتے میں ناکام ہو گیا ہے۔“ وہ یکدم چیختا ان سے فاصلے پر ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

”دادی ماں میں نے آپ سے کہا تھا کہ میری شادی جس سے چاہیں کر دیں، لڑکی شکل کی بدصورت ہوئی تو صبر کر لوں گا، مگر مگر بدکردار ہوئی تو میں نہ صبر کر سکوں گا اور نہ ہی برداشت میرے لیے لڑکی منتخب کرنے میں آپ سے چوک ہو گئی ہیرا سمجھ کر جسے چنا وہ تو راہ کا پتھر نکلا، جس نے میرے وجود کو میری نیک نامی کو لہولہان کر دیا ہے۔“

”تم جسے پتھر سمجھ رہے ہو وہ ہیرا ہے، مگر جسے تم پہچاننے میں چوک گئے۔“

”آپ نہیں جانتی دادی ماں۔“

”میں سب جانتی ہوں، جانتے تو تم نہیں ہو، معمولی سی بات پر بیوی کو ٹھکرا رہے ہو، اس کی عمر بھر کی نیک نامی کو تم نے اپنی غلط فہمی کی آنچ سے داغدار کر دیا ہے۔“

”غلط فہمی، میں نے وہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔“

”آنکھوں دیکھی، کانوں سنی بھی غلط ہو جاتی ہے کیونکہ تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں جب تک دونوں نہ دیکھے جائیں حتمی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔“ وہ دوبدو اسے جواب دے رہی تھیں ناظمہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی اور وہ جس کی قسمت کا فیصلہ ہونا تھا وہ دروازے کی اوٹ میں چھپی کھڑی تھی۔

”ٹھیک ہے میں ہی غلط ہوں، مجھے غلط فہمی ہوئی ہے وہ جو تھا ویسا نہیں تھا جیسا میں سمجھ رہا ہوں، مگر پھر وہ کیا تھا؟ ایک لڑکی کو زیب دیتا ہے کہ وہ یوں اجنبیوں کو اپنے رومال بانٹتی پھرے، میں نے تو صرف ایک منظر دیکھا یہ قصہ نہ جانے کتنی دفعہ کتنے نئے چہروں کے ساتھ دہرایا گیا ہوگا۔“ وہ دادی کے منہ سے ساری تفصیل اور ان کا موقف سننے کے بعد بولا تھا۔

”تم زیادتی کر رہے ہو ابہر، جو نہیں ہے وہ کہنے کا تمہیں کوئی حق نہیں ہے۔“ وہ چیخ کر بولی تھیں۔

”اور تم جیسی ذہنیت کے ہی لوگ اس دنیا میں بستے ہیں جس کی وجہ سے لوگ مصیبت میں کسی کے کام آنے سے بھی ڈرتے ہیں، حزرئی نے جو کیا نیکی کے ارادے سے کیا، مگر جس کے ساتھ نیکی کی تھی وہ خود بھی کب اس کے لائق تھا نہ وہ لڑکا اس کو غلط انداز میں لے کر مسکراتا نہ ہی تمہیں اور تم جیسے لوگوں کو شک کا کیڑا کاٹتا، انسان اور انسانیت کی تو کوئی اہمیت ہی نہیں رہ گئی، مگر کان کھول کر سن لو ابہر، اس قصہ کو میں پہلے سے جانتی ہوں اور مجھے یقین ہے کہ حزرئی اس طرح کی چیپ حرکتیں نہیں کر سکتی، اس پر اس کی پرورش پر اس کے کردار پر مجھے پورا بھروسہ ہے اور تم سے بھی یہی کہوں گی کہ جو بیت گیا وہ بیت گیا، اب اپنی زندگی کو نئے طریقے سے شروع کرو، حزرئی کو بہو بنا کر لائی ہوں، اسے اس گھر سے کہیں جانے نہیں دوں گی، میری یہ بات یاد رکھنا اور ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچو گے تو ہر چیز صاف اور واضح ہو جائے گی، شک کی نگاہ سے دیکھتے رہو گے تو ہمیشہ اندھیرے میں رہو گے۔“ وہ پوتے کو صحیح غلط سمجھاتیں وہاں سے نکلتی چلی گئی تھیں اور اس کا ذہن بری طرح الجھ گیا تھا، وہ لاؤنج سے نکلا تھا اور سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔

”میں یہاں سے جا رہی ہوں، کسی کو بھی میں نے کبھی دکھ نہیں دینا چاہا۔“ جس وقت وہ کمرے میں آیا وہ چھوٹے بیگ میں اپنے چند کپڑے رکھ رہی تھی اور اسے دیکھے بنا بولی تھی۔

”میں نے آپ کو بھی دکھ نہیں دینا چاہا تھا، دادی اماں کا خیال نہ ہوتا تو میں اسی شب یہاں سے چلی جاتی، کیونکہ کوئی مجھے کچھ بھی کہے میں برداشت کر لیتی ہوں، نہیں کر پاتی ہوں تو اس سے ڈسکس کر کے اپنی پریشانی ختم کر لیتی ہوں، گھٹ گھٹ کر جینا مجھے پسند نہیں ہے، کیونکہ میرا ماننا ہے کہ زندگی ایک بار ملتی ہے اسے بھرپور طریقے سے اور ایسے گزارنی چاہیے کہ آپ کے مرنے کے بعد لوگ آپ کو یاد کریں، اسی لئے جہاں تک مجھ سے ممکن ہو سکا میں نے لوگوں کی مدد کی اور اپنے کردار کو بچا کے رکھا تا کہ لوگ مجھے اچھے انداز میں یاد رکھیں، میری زندگی میں آنے والے آپ پہلے مرد ہیں جو شرعی رشتہ جڑنے کے بعد میری زندگی کا حصہ بنے، اپنے میرے کردار پر انگلی اٹھائی مجھے بہت برا بھلا کہا، یہ میں برداشت نہیں کر سکتی تھی، مگر اپنوں کی خوشی کی خاطر یہ بھی سہہ گئی مگر اب آپ کو کوئی مجبوری نہیں رہی، دادی ماں کو سب کچھ پتہ چل گیا ہے اور آپ اس سے پہلے کہ دھکے دے کر مجھے یہاں سے نکالیں، میں خود یہاں سے جا رہی ہوں۔“ بیگ کی زپ بند کر کے اسے دیکھا تھا۔

”جانے سے پہلے آپ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں، تا کہ آپ کبھی مجھے یاد کریں تو غلط انداز میں نہیں۔“ وہ اب رو رہی تھی۔

”میں نے زندگی بھر کوئی کام ایسا نہیں کیا جس سے مجھے شرمندگی ہو، مجھے نظریں چرانا پڑیں۔“ اس لڑکے کو میں نے رومال دیا ضرور مگر یا خدا میری نیت تھی، غلطی تھی تو صرف اتنی کہ میں نے نیکی کی تھی اور آپ خود بتایئے آج کل ملک کے حالات کس نوعیت پر پہنچے ہوئے ہیں، کہیں بم بلاسٹ ہو جاتا ہے تو کوئی لڑکی تو کوئی لڑکا ایک دوسرے کی مدد کر رہا ہوتا ہے، انجان مرد، عورتوں کو اٹھا کر ہسپتال پہنچا رہے ہوتے ہیں تو کیا یہ سب بھی غلط ہے؟ اور نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے اور ہے تو کیوں ہے؟ اسلام غیر محرموں سے فاصلہ رکھ کر ملنے کی تلقین کرتا ہے نہ محرم مرد کسی نہ محرم عورت کو چھو نہیں سکتا اس کی اللہ تعالیٰ نے سخت ترین سزا رکھی ہے اور وہی ہمارا اللہ کہتا ہے کہ مصیبت میں دوسروں کے کام آؤ، تم رحم کرو عرش بریں پر آسمان والا رحم کرے گا تم پر، دونوں ہی فرمان خداوندی ہیں تو ہم کیوں ایک وقت میں صرف ایک فرمان یاد رکھتے ہیں، دونوں ہی فرمان ہم پر ایک ہی وقت میں لاگو ہوتے ہیں تو ایسے میں کسی مرد نے مصیبت زدہ عورت کو ہاتھ لگا لیا تو یہ گناہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس کی نیت بھی صاف ہو، اللہ تعالیٰ تو خود کہتا ہے کہ ”اعمالوں کا دارومدار نیتوں پر ہے“ اور جب بے خدا میری نیت صرف مدد کرنے کی تھی تو میں گناہگار کیسے ہو گئی؟ مجھے میرے ہی شوہر نے کیوں معتوب ٹھہرایا؟ گیارہ ماہ سے آپ کے ساتھ ہوں، ایک

لمحہ کو بھی ایسا نہیں لگا کہ میں ایسی نہیں ہوں کبھی آپ نے مجھے چھپ چھپ کر فون کرتے دیکھا؟ کسی کو خط لکھتے دیکھا؟ میرے نام کوئی خط موصول ہوا، کبھی جو بھول کر آپ مجھے اپنے ساتھ لے گئے تو کوئی مجھے پہچان کر مجھ تک چلا آیا، کسی نے شادی کا سن کر غصہ میں بے وفا سمجھ کر میرے کڑھے ہوئے رومال میرے منہ پر دے مارے، کبھی آپ کو اس دیکھے پر یقین کر لینے کا یقین ہوا یا اس یقین میں دراڑیں پڑیں؟ آپ نے تو بس وہ دیکھا مجھے پہچانا اور دھتکار دیا، کبھی مجھے سمجھنے کی کوشش کی، یہ پتہ لگانے کا سوچا کہ وہ اگر سچ تھا تو ایسا نظارہ پھر دیکھنے کو کیوں نہیں ملا؟ اور نہیں ملا تو کہیں وہ جھوٹ تو نہیں تھا؟" وہ اس سے بھیگی نگاہوں سے سوال پر سوال کر رہی تھی۔

"مزریٰ تم یہاں سے جانا چاہتی ہو تو میں روکوں گا نہیں لیکن جہاں تک تمہاری بے گناہی اور میری غلط فہمی یا شک کا تعلق ہے تو تمہیں بے قصور مان لوں تو بھی میں خود کو غلط نہیں سمجھتا، ہر عمل کا ایک ردعمل ہوتا ہے تو تم اسے میرا ردعمل سمجھ لو، میں نے مرد ہو کر بہت احتیاط بھری زندگی گزاری ہے کیونکہ گناہ مرد سے سرزد ہو یا عورت سے اس کی اللہ کے حضور ایک جیسی ہی سزا ہوتی ہے، اس لئے میں نے ایک پاکباز بیوی کا پاکباز شوہر کہلانے پر زیادہ ترجیح دی، میں نے خود اپنے نفس کو کھلا چھوڑ کر نیک بیوی کی خواہش نہیں کی، پہلے خود اپنے کردار اور عمل کو خوبصورت بنایا، ہو سکتا ہے کہیں مجھ سے چوک ہو گئی ہو، مگر جان کر کبھی میں نے ایسا نہیں کیا، شادی کا کلی اختیار میں نے اپنی دادی کو سونپ دیا تھا کیونکہ میرا ماننا ہے کہ ہم خود اپنے لئے برا چن سکتے ہیں مگر ہمارے پیر نفس ہمیں ہمیشہ بہترین ہی چن کر دیتے ہیں، اسی لئے میں نے تمہاری تصویر تک نہیں دیکھی اور جب تم سارے جملہ حقوق میرے نام لکھوا کر میری دسترس میں آئیں تو مجھے تمہیں دیکھ کر جھٹکا لگا تھا اور وہ سب جو میں نے اس لمحہ سارا منظر دیکھ کر نہیں سوچا تھا وہ سب کیسے لمحوں میں میرے ذہن میں گردش کرنے لگا اور کیسے میری زبان سے ادا ہوا میں خود نہیں جانتا، بس اس وقت مجھے صرف یہی یاد رہا کہ تمہیں میں نے ایک لڑکے کو کچھ دیتے دیکھا تھا اور میں ایک باکردار لڑکی ڈیزرو کرتا تھا، مرد خود بدکردار ہو تب بھی وہ باکردار بیوی ہی چاہتا ہے اور میں اپنی بڑائی پیش نہیں کر رہا، مگر اتنا ہے کہ مجھے اپنی زندگی کا ایسا لمحہ یاد نہیں ہے کہ وہ قابل گرفت ہو اور میں اپنے اللہ کے سامنے شرمندگی محسوس کروں، میری ساری اچھائی میری دادی کی بہترین پرورش اور اللہ کی رحمت کے عوض ہے، غلطی میری بس اتنی تھی کہ مجھے غلط فہمی تھی، یا دل میں شک کی لہر اٹھی تھی تو مجھے تم سے تصدیق کرنا چاہیے تھی، مگر میں نے غصہ میں وہ سب سوچنے کی زحمت ہی کب کی، اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے غصہ کو حرام قرار دیا ہے، غصہ میں انسان ہمیشہ غلط ہی کرتا ہے اور جو عمر بھر کا پچھتاوا بن جاتا ہے میں نے اگر تمہاری بین ہوتی تو نہ اتنے ماہ خود اذیت میں رہتا اور نہ تمہیں اذیت دیتا، جو کچھ میں تمہیں کہہ چکا ہوں اور تمہارے ساتھ کر چکا ہوں وہ واپس نہیں لے سکتا، کیونکہ ایک باکردار عورت پر بہتان باندھا جائے تو عرش تک ہل جاتا ہے اور میں نے ایک بار نہیں کئی بار کیا، اس کے لئے میں تم سے زیادہ خود سے دادی ماں سے اور اپنے اللہ سے شرمندہ ہوں، میں نے دادی کی پرورش کی لاج نہ رکھی، اللہ کے احکام کو جھٹلایا، میں تم سے بھی زیادہ شرمندہ ہوں مزریٰ اور ہاتھ جوڑ کے اپنے گناہ کی تم سے معافی مانگتا ہوں۔" ابہر کی آنکھوں میں ندامت کے آنسو تھے اور اس نے مزریٰ کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ پلیز ایسا مت کریں۔" وہ اس کے ہاتھ تھام گئی تھی۔

"کیوں نہ کروں اس لئے کہ میں مرد ہوں، تمہارا شوہر ہوں اور مجھے عورت کی تذلیل کرنے کا کلی اختیار حاصل ہے، نہیں مزریٰ گناہ کیا ہے تو میں نے اور میں خدا کی عدالت سے پہلے تمہاری عدالت میں مجرم بنا کھڑا ہوں، تمہارا وہ فعل تم کہتی ہو کہ نیکی کی نیت سے کیا گیا، اس طرح کی نیکی ہمارے معاشرے میں ہضم نہیں کی جاتی اور میں بھی ایک عام سا ہی مرد نکلا جس نے ایک لڑکی کو لڑکے سے باتیں کرتے دیکھا اور اس کو غلط معنی پہنا دیئے اور اگر پہنا بھی دیئے تھے تو کم از کم تمہیں صفائی کا تو موقع دیتا، میں نے غصہ میں بہت غلط کیا ہے تمہارے ساتھ۔" اس کی ندامت کم نہیں ہو رہی تھی اور وہ اس کے جڑے ہاتھوں پر اپنی پیشانی رکھ گئی تھی۔

"میں آپ کو غلط نہیں مانتی ابہر، اپنے جو کیا وہ ایک فطری عمل تھا، مجھے شکوہ تھا تو بس اتنا کہ آپ نے مجھے خود کو بولنے باکردار ثابت کرنے کا موقع ہی نہیں دیا، دادی ماں کے احساس دلانے پر پایا جیسے بھی آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو میں آپ کو سچے دل سے معاف کرتی ہوں اور آپ سے آگے زندگی میں کچھ نہیں بس ایک بھروسہ طلب کرتی ہوں، رشتوں کو اعتماد و بھروسہ کی ہر پہل ضرورت رہتی ہے اور آپ مجھ پر اپنی بیوی پر اتنا بھروسہ ضرور رکھیے گا کہ میں نے شادی سے پہلے بھی کبھی ایسی خطا نہیں کی کہ میں رب کی بارگاہ میں ندامت محسوس کروں، میرے رب نے ہمیشہ میرے کردار کی حفاظت کی ہے اور آپ کی بن کر میں آپ سے بے وفائی کا تصور بھی نہیں کر سکتی، آپ میری کل کائنات ہیں ابہر، اور میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ میرے والدین کو ندامت ہو اور نہ ہی آئندہ ایسا کروں گی کہ میرا حوالہ میرے شوہر کو تذلیل کے گڑھے میں اتار دے، کبھی میں آپ کو غلط لگوں تو پلیز مجھ سے ایک بار ضرور پوچھ لیجئے گا، اس دفعہ تو میں تذلیل کے گڑھے میں دھنسنے کو تھی کہ آپ نے مجھے بچا لیا یہ سب خدا نہ کرے کبھی دہرایا گیا تو میں جیتے جی مر جاؤں گی۔" وہ بری طرح ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"میں تم سے وعدہ کرتا ہوں مزریٰ کے زندگی کے کسی موڑ پر کبھی تمہارا بھروسہ نہیں ٹوٹنے دوں گا۔" ابہر نے یقین سے کہتے ہوئے اس کے آنسو پونچھے تھے اور اس کی چمکتی پیشانی چوم لی تھی، زندگی بہت مختصر ہوتی ہے اسے شک اور بے اعتباری سنگ نہیں چاہت و اپنائیت کے بھروسہ تلے گزارنا چاہیے اور یہ بھروسہ آج وہ ایک دوسرے کو دیتے مطمئن نظر آ رہے تھے، کیونکہ شک کے بادل چھٹ گئے تھے، پیار بھرا سنہرا موسم بانہیں پھیلائے ان کا استقبال کر رہا تھا کیونکہ غم کی رات کتنی ہی طویل کیوں نہ ہو صبر و استقامت سے کاٹی جائے تو طویل ہو کر بھی جلدی گزر جاتی ہے اور مزریٰ کی زندگی سے بھی غم اور شک کی دھوپ ڈھل گئی تھی اور وہ اپنے ہم سفر کے ساتھ بہاروں کے پروں پر رقص کر رہی تھی اور وہ اسے اپنی چاہت کی بارش میں بھگوتا اپنی ہر ایک خطا و غلطی کا بڑی خوبصورتی سے ازالہ کر رہا تھا کہ اس کے دل میں اپنی قسمت کے بد ہونے کا کبھی جو احساس جاگا بھی تھا تو وہ دھل سا گیا تھا اور اسے اپنی قسمت پر رشک آ رہا تھا۔

☆☆☆